☆: ☆فقہ

لغت میں لفظ فقہ کو کسی چیز کے جاننے اور سمجھنے کے معنی میں استعمال کیا جاتا تھا، بعد میں اس کا استعمال خاص علم دین کے فہم میں ہونے لگا (لسان العرب ۵/۲۴۰،) قرآن پاک میں یہی مراد ہے (توبہ: ۱۲۲) اور حدیث میں بھی یہی معنی: من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین (بخاری ۱/۱۶، و مسلم ۲/۴۴، ودارمی ۱/۷۳)۔ عہد صحابہ وتابعین میں فقہ کا لفظ ہر قسم کے دینی احکام کے فہم پر بولا جاتا تھا جس میں ایمان وعقائد، عبادات واخلاق، معاملات اور حدود و فرائض سب شامل تھے، یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ سے منقول فقہ کی تعریف ''جس سے انسان اپنے نفع ونقصان اور حقوق وفرائض کو جان لے وہ فقہ ہے'' (البحر الرائق ۱/۶ ,مکتبہ ماجدیہ ,پاکستان)) اپنے اندر مذکورہ تمام چیزوں کو سموئے ہوئے ہے، مگر بعد میں جب علیحدہ طور پر ہر فن کی تدوین وتقسیم ہوئی تو ''فقہ'' عبادات ومعاملات اور معاشرت کے ظاہری احکام کے لیے خاص ہو گیا. چنانچہ فقہ کی تعریف علامہ ابن خلدون کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ ''افعال مکلفین کی بابت اس حیثیت سے احکامِ الٰہی کے جاننے کا نام ہے کہ وہ واجب ہیں یا محظور (ممنوع وحرام)، مستحب اور مباح ہیں یا مکروہ'' (مقدمہ ابن خلدون ص: ۴۴۵ (دار القلم بیروت) اس کی مزید وضاحت اس طرح بھی ہوتی ہے کہ ''فقہ ملکۂ استنباط اور دینی بصیرت کا نام ہے جس کے ذریعے احکامِ شریعت، اسرار معرفت اور مسائل حکمت سے واقفیت ہوتی ہے نیز نئے فروعی مسائل کے استنباط اور ان کی باریکیوں کا علم ہوتا ہے'' (مسلم الثبوت، ص: ۷)

فقہ کی بنیاد قرآن وحدیث ہی ہیں نہ کہ محض عقل وقیاس چنانچہ علامہ مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں کہ: ''فقہ کے یہ معنی نہیں کہ شریعت میں اپنی طرف سے کسی چیز کا اضافہ عقل کرتی ہے؛ بلکہ وہی بات یعنی نتائج واحکام کا جوروغن وحی ونبوت کے ان معلومات میں چھپا ہوا تھا، عقل کی مشین ان ہی کو اپنی طاقت کی حد تک ان سے نچوڑنے کی کوشش کرتی ہے اسی کوشش کا نام اجتہاد ہے'' (ماہنامہ ''برہان'' دہلی جنوری ۱۹۴۵/، ص: ۴۲)

☆: ☆ فقہ اسلام کا ارتقاء

فقہ و فتاویٰ کی بنیاد عہد رسالت ہی میں پڑ چکی تھی، قرنِ اوّل میں جہاں امور دینیہ و دنیویہ کو حل کرنے کے لئے انفرادی و اجتماعی غور و فکر ہوتا تھا وہیں اجتماعی اور شورائی اجتہاد کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اس مقصد کے لیے اکابر صحابہ اور فقہائے صحابہ کی ایک مستقل مجلس قائم رکھی تھی۔ تابعین کے دور میں بھی مدینہ کے فقہائے سبعہ کی ایسی ہی مثالیں ملتی ہیں، یہ اس زمانہ کا سب سے بڑا اور لائق اعتبار دار الافتاء تھا، (فقہ اسلامی اصول، خدمات اور تقاضے، ص: ۶-۵) بعد میں امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور باقی فقہاء نے اسی منہاج و طریق کو مزید وسعت کے ساتھ اختیار کیا اور ایسی عظیم الشان اور وسیع و جامع فقہ کی بنیاد رکھی۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: عہد رسالت کے بعد جب اسلام کی حدود بہت بڑھ گئیں، قیصر و کسریٰ کی حکومتیں اسلام کے زیر نگیں ہو گئیں، یورپ میں اندلس تک افریقہ میں مصر اور شمال افریقہ تک اور ایشیا میں ایشیائی ترکستان اور سندھ تک اسلام پھیل گیا تو اسلام کو نئے تمدن، نئی تہذیب اور نئی معاشرتوں سے سابقہ پڑا ''وسائل اور مسائل کی نئی نئی قسمیں پیدا ہو گئیں تو تابعین کے آخر عہد میں علمائے حق کی ایک جماعت نے کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر اس کے مقرر کردہ قوانین و حدود کے مطابق (ایک ایسا ضابطہ حیات مرتب کرنا چاہا جو ہر حال میں مفید، ہر طرح مکمل اور ہر جگہ قابل عمل ہو۔'' (تاریخ علم فقہ، ص: ۸، از ڈاکٹر حمید اللہ

☆: ☆ فقہ اسلامی کا دائرہ کار

فقہ کی تعریف، موضوع اور اس کی غرض و غایت پر غور کیا جائے تو اس کا دائرہ کار بھی واضح انداز سے سامنے آجاتا ہے۔ فقہ دراصل انسان کی پوری زندگی کا احاطہ کرتی ہے اور درج ذیل شعبہائے حیات کی بابت اس فن کے ذریعہ رہنمائی ملتی ہے۔

عبادات

یعنی وہ احکام جو خدا اور بندہ کے براہ راست تعلق پر مبنی ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قربانی، اعتکاف اور نذر عبادات میں شامل ہیں اور عبادات سے متعلق احکام خالصتاً اللہ تعالیٰ کی ہدایت ورہنمائی پر موقوف ہیں؛ اگر شریعت کی رہنمائی نہ ہوتی تو انسان اپنی عقل سے اس کو دریافت نہیں کر پاتا۔

عائلی قانون

یعنی دو آدمیوں کے درمیان غیر مالی بنیاد پر تعلقات سے متعلق احکام، اس میں نکاح وطلاق، فسخ و تفریق، عدت و ثبوت نسب، نفقہ وحضانت، ولایت، میراث، وصیت وغیرہ کے احکام آجاتے ہیں، قدیم فقہاء اس کے لیے مناکحات کا لفظ استعمال کرتے تھے، موجودہ دور میں اس کو عربی زبان میں احوال شخصیہ اور اردو زبان میں عائلی قانون اور انگریزی میں پرسنل لا کہا جاتا ہے۔

معاملات

یعنی دو اشخاص کے درمیان مالی معاہدہ پر مبنی تعلقات، اس میں خرید و فروخت، شرکت، رہن و کفالت، ھبہ، عاریت، اجارہ وغیرہ کے احکام شامل ہیں، آجکل اسے اردو میں تجارتی قوانین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مرافعات

مرافعات سے مراد عدالتی قوانین ہیں، یعنی قاضی کا تقرر، شہادت و وکالت کے احکام، مقدمات کو ثابت کرنے کا طریقہ وغیرہ۔

دستوری قانون

یعنی وہ قوانین جو حکومت اور ملک کے شہریوں کے درمیان حقوق و فرائض کو متعین کرتے ہیں۔

عقوبات

جرم وسزا سے متعلق قوانین، اس میں شرعی حدود، قتل وجنایت کی سزاء اور جن جرائم کے بارے میں کوئی سزا متعین نہیں کی گئی ہے ان کی بابت سزا کا تعین، جسے فقہ کی اصطلاح میں تعزیر کہتے ہیں، شامل ہیں۔

بین ملکی قانون

یعنی دو ملکوں اور دو قوموں کے درمیان تعلقات و معاہدات اور حقوق و فرائض سے متعلق قوانین، ان کو فقہاء اسلام سیَر سے تعبیر کرتے ہیں، قانون کی دنیا میں اس موضوع پر سب سے پہلی کتاب امام محمدؒ کی کتاب السیر ہے، مستشرقین کو بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے۔

اس تفصیل سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فقہ اسلامی کا دائرہ کس قدر وسیع ہے اور کس طرح اس نے زندگی کے تمام شعبوں کو اپنے اندر سمو لیا ہے، یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی سے لے کر خلافتِ عثمانیہ کے سقوط تک فقہ اسلامی نے ایشیائ، افریقہ اور یوروپ کے قابل لحاظ حصہ پر فرمانروائی کی ہے؛ اگر فقہ اسلامی میں ہمہ جہت رہنمائی کی صلاحیت نہیں ہوتی تو ہر گز وہ یہ مقام حاصل نہیں کر پاتی۔

☆:☆ فقہ اسلامی ضرورت

انسان کی مکمل زندگی میں عقائد، عبادات، معاملات اور معاشرت وغیرہ سے متعلق شرعی احکام ومسائل ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں، قرآن، حدیث اور صحابہ وغیرہ کے اقوال میں بکھرے پڑے ہیں، اب ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ میں ہر مسئلہ بلاواسطہ قرآن، حدیث اور آثار صحابہ وغیرہ سے خود ہی تلاش کرلوں گا یہ ایک ناممکن اور بے حد دشوار ہے اس کے ناممکن ہونے کی وجوہات بہت ساری ہیں مثلاً: (۱) انسان کی اپنی اپنی لامتناہی مصروفیات (۲) شریعت کے تمام احکام عربی زبان میں ہیں اور ہر انسان عربی زبان سے واقف نہیں ہوتا اور ہوتا بھی ہے تو اس کے معانی مختلف ہونے کی وجہ سے صحیح معنی تک اس کا پہنچنا دشوار ہوتا ہے (۳) شریعت کے بعض احکام ایسے ہیں جو آیات قرآنی اور احادیثِ صحیحہ سے صراحۃ ثابت ہیں لیکن بعض احکام ایسے ہیں کہ جن میں کسی قدر ابہام واجمال ہے اور بعض آیات واحادیث ایسی ہیں جو چند معانی کا احتمال رکھتی ہیں اور کچھ احکام ایسے ہیں جو بظاہر قرآن کی کسی دوسری آیت یا کسی دوسری حدیث سے متعارض معلوم ہوتی تو وہاں اجتہاد واستنباط سے کام لینا پڑتا ہے اور خود زبان نبوت سے اس کی تائید وتصویب بھی ہوتی ہے (ترمذی، باب ماجاء فی القاضی کیف یقضی، حدیث نمبر:۱۲۴۹)

اجتہاد واستنباط ہر ایک کے بس کی بات نہیں، ایسے موقع پر عمل کرنے والے کے لیے الجھن اور دشواری یہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنا عمل شریعت کے مطابق کیسے بنائے؟ کس پر عمل کرے اور کونسا راستہ اختیار کرے؟ اسی الجھن کی وجہ سے خود صحابہ کرام حضور ﷺ کی موجودگی میں بلاواسطہ نبی قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تھے بلکہ کچھ خاص صحابہ کرام حضور ﷺ کے پاس جاکر قرآنی تعلیمات مستقل طور پر سمجھا کرتے تھے۔ (الاتقان: الفصل فی شرف التفاسیر، النوع الثامن والسبعون: ۲/۴۶۸، شاملہ) اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر شخص قرآن وحدیث سے بغیر کسی واسطے کے کوئی مسئلہ اپنے لیے تجویز نہیں کرتا تھا بلکہ جو عالم صحابہ کرام تھے ان سے مسئلہ معلوم کرکے عمل کیا کرتا تھا اسی طرح ہر زمانہ میں ہوتا رہا۔ بعض حضرات ہر زمانے میں ایسے رہے جو قرآن وحدیث کے علوم میں ماہر، فہم وبصیرت میں اعلی، تقویٰ اور طہارت میں فائق اور حافظہ وذکاوت میں اوقع تھے لوگ ان ہی سے مسائل معلوم کرکے عمل کرتے۔

دوسری صدی ہجری اجتہاد واستنباط اور تحقیق مسائل کے شباب اور اس کے ارتقاء وکمال کا عہد ہے، کتنے ہی اولوالعزم فقہاء اور مخلص وحوصلہ مند مجتہدین ہیں جنہوں نے اس عہد میں احکام شریعت کے استنباط میں اپنی شبانہ روز محنتیں صرف کردیں اور اپنے خونِ جگر سے علم وتحقیق کے چراغ کو روشن کیا اور امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا؛ لیکن اتفاقی طور پر بہت سے مجتہدین کے فتاویٰ واجتہادات محفوظ نہیں رہ سکے اور ان کو ایسے شاگرد میسر نہیں آئے جو ان کے علمی وفکری آثار کو محفوظ رکھتے اور جن لوگوں کے فتاویٰ مرتب ہوئے اور ان کو قبول عام حاصل ہوا؛ لیکن رفتہ رفتہ وہ مفقود ہوتے چلے گئے؛ حتی کہ پانچویں صدی ہجری کے اختتام تک ان کی فقہ کا عملی زندگی سے رشتہ ٹوٹ گیا اور ان کے متبعین بھی نہیں رہے۔ ائمہ اربعہ وہ مجتہدین ہیں جن کی فقہ کو

من جانب اللہ بقاء حاصل ہوااور جو گیارہ بارہ سو سال سے عملی طور پر قائم و نافذ ہے، ان مکاتب فقہ میں شخصیتوں کا تسلسل رہا ہے اور ہر عہد میں اس کے تقاضوں کے مطابق علم و تحقیق کا کام انجام بھی پاتا رہا ہے اور پورے طور پر ان سب کے آراء واجتہادات مرتب و مدون بھی ہیں، زندگی کا کوئی شعبہ ان مذاہب اربعہ میں تشنہ نہیں رہا، ہر شعبۂ حیات میں ان چاروں مکاتب میں امت کے لیے رہنمائی موجود ہے.